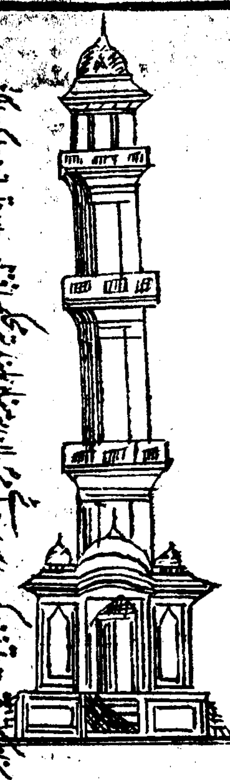
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷



الحکم

چہ گویم باتو گرآئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے عہ ۱۲

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰- نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات اور رؤیا

۳۱- اکتوبر ۱۹۰۶ء ینصرکم اللّٰہ فی دینہٖ - ترجمہ - خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کریگا -

۲- نومبر ۱۹۰۶ء میں نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں - اور ایک اور شخص میرے پاس ہے تب میں نے آسماں کی طرف دیکھا - تو مجھے نظر آیا - کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں - تب میں نے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہیں کی طرف اشارہ کرکے کہا آسمانی بادشاہت - پھر معلوم ہوا - کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے - اور کھٹکھٹاتا ہے - جب میں نے دروازہ کہولا تو معلوم ہوا کہ ایک سقہ دائی ہے جسکا نام میراں بخش ہے اس نے مجھ سے مصافحہ کیا - اور اندر آگیا - اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے - مگر اسنے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا اسکی تعبیر میں نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں - جنکو خدا زمین پر پھیلاوے گا - اور اس دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کیوجہ سے کوئی دیوانہ ہے خدا اسکو توفیق بیعت دیگا اور پھر الہام ہوا - لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا - گویا میں کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہوں کہ تم مت ڈرو بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے - ۷- نومبر ۱۹۰۶ء آج رات لنگرخانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریباً ۱۲ بجرات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگرخانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا قرضہ لے لیں - پھر خیال آیا کہ قرضہ لینے سے کیا فائدہ - کیونکہ دو ہزار روپیہ بھی لے لیں - تو ایک ماہ میں خرچ ہو جائیں گے - اس کے بعد میں سو گیا - صبح نماز کے بعد الہام ہوا -

اَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ - اَلَّذِیْ یُرَبِّیْکَ فِی الْاَرْحَامِ

ترجمہ - کیا تو خدا کی رحمت سے نا امید ہوتا ہے - وہ خدا جو تمہیں رحموں میں پرورش کرتا ہے -

خریداران الحکم کو ضروری اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کی جس قدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں اس اثر سے آپ کا ناچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں رہا - کاغذ کا ذخیرہ جو الحکم کے دفتر میں موجود تھا اسکے ختم ہونے سے تین ہفتہ پہلے سے خط وکتابت مزید کاغذ کی طلبی کے لئے ہو رہی تھی - اور امید تھی کہ کاغذ جلد آ جائے گا مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ابھی تک کاغذ نہیں ملا مجبوراً دوسری تقطیع کے کاغذات کاٹ کر کام چلایا گیا ہے اور دو گنے سے بھی زیادہ خرچ کرنا پڑا + پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوبصورت اصلی تقطیع ہو گی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے - چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے - جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں میں نے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو مشین منگوالی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ دقت رفع ہو جائیگی - مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اسکی توسیع اشاعت کیلئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے اور ۱- دسمبر کا الحکم خریداران کے نام عموماً وصولی قیمت کیلئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے اور الحکم کی راہ میں اسطرح آ جانے والی مشکلات سے خلاصی کیلئے یہ ضروری امر ہے کہ بدون وصول قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے اسلئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع

استفسار اور انکے جواب

(زکوٰۃ کے متعلق)

سوال۔ صاحبِ نصاب ہونے کی مقدار کیا ہے مقروض بھی ہو اور صاحبِ جائداد بھی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مقروض پہلے قرض ادا کرے۔ نصاب کیلئے چاندی ۵۲ تولہ اور سونا ساڑھے سات تولہ گائیں ۳۰ یا ۴۰ سے زیادہ اونٹوں میں پانچ ہوں تو۔ اور غلّہ جو باہر سے آوے اس کی ۱/۱۰ یا ۱/۲۰ کاٹ کر باقی ۲۲ من غلّہ انگریزی ہو۔

سوال۔ زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ نقد پر۔ زیورات پر جو نقری یا طلائی ہوں۔ زیورات زیر استعمال اور زیورات داشتہ بغیر استعمال پر۔ پارچات داشتہ یا زیر استعمال پر۔ اراضی کی آمدنی پر جو چاہی ہو۔ نہری ہو بارانی ہو اور سیلاب ہو۔ پیداوار اراضی پر جو معافی ہو یا جسکا سرکاری لگان ادا کرنا ہو۔

جواب نقد پر ۲½ فیصدی۔ چاندی میں ۱/۴۰ حصہ عام استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ نہیں جو زیورات داشتنی نہیں ان پر زکوٰۃ ہے۔

ساڑھے سات تولہ سونے میں ۲ ماسہ سونا زکوٰۃ ہے پارچات پر کوئی زکوٰۃ نہیں اراضی آمدنی پر چاہی تو ۱/۲۰ نہری میں ابیانہ دیتا ہو تو ۱/۲۰ بارانی میں ۱/۱۰ سیلاب میں ۱/۱۰ جو معافی ہے اس کی زکوٰۃ چاہئے۔ پیداوار اراضی جس کا لگان دیا جاوے۔ اگر لگان زیادہ ہے تو نہیں اگر شرح مقررہ سے کم ہے تو جس قدر کم ہے اتنی زکوٰۃ دے

سوال۔ اس مال پر جو کسی شخص کو تو جائز وسیلہ وارث سے حاصل ہوا ہو مگر جانتا ہو کہ مورث نے ناجائز طور حاصل کیا ہے زکوٰۃ کا حکم کیا ہے۔

جواب۔ مورث کا ذمہ دار نہیں خود زکوٰۃ دے۔

سوال۔ اس مال پر جو مثلاً بازاری عورت کو بدکاری سے راشی کو رشوت سے بددیانت کو فریب سے چور کو چوری سے خائن کو خیانت سے حاصل ہوا ہو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ ایسے اموال کا رکھنا مومن کا کام نہیں کسی دینی کام میں لگا دے۔

سوال۔ مصرف زکوٰۃ کیا ہیں اور انکے دینے کس طرح

جواب۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ محتاج ہو۔ پیشہ جانتا ہو بے سامان ہو۔ محصل زکوٰۃ۔ مولفۃ القلوب دینی جہادوں میں۔ غلام کے آزاد کرنے میں۔ جس پر چٹی پڑ گئی ہو۔

(نوٹ از ایڈیٹر۔ زکوٰۃ ہمیشہ امام کے حضور جمع ہونی چاہئے۔ اسلئے احمدیوں کو امین زکوٰۃ فنڈ کے نام بھیجنی چاہئے)

سوال۔ مصرف زکوٰۃ میں ذوالقربیٰ میں کون لوگ داخل نہیں اور ان میں سے مستحق زکوٰۃ کیسے آدمی ہونے چاہئیں۔

جواب۔ جو محتاج ہیں۔

استفتاء

ایک بالغہ عورت کا جسکے والدین مر چکے ہیں۔ ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ بروقت نکاح عورت نے کوئی عذر یا انکار لفظاً یا معنًا نہیں کیا۔ چندماہ کے بعد وہ عورت اپنے نابالغ خاوند کے بڑے بھائی سے نکاح کر سکتی ہے؟ خواہ اسمیں اس کے والدین کی رضامندی شامل ہو

جواب بموجب حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہو۔

(**جواب**) نابالغ کی منکوحہ بلکہ بالغ منکوحہ بھی کسی دوسرے سے بدون قطع تعلق خاوند کے ہرگز نکاح نہیں کر سکتی۔ صرف ملک یمین مستثنے ہے قرآن کریم والمحصنات من النساء کو حرام فرماتا ہے۔

نورالدین

الجواب موافق للکتاب والسنۃ۔ محمد احسن عفی عنہ

کھلی چٹھی

چکوڑی والے حضرت صاحب کے نام

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمیں امام ہمام علیہ السلام نے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ مخالفین کا شور و غل ہمارے استغراقی اوقات میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم جب کوئی آواز کسی گدّی سے نکلے۔ تو خواہ مخواہ توجہ کرنی پڑتی ہے خصوصًا اس لئے کہ اس فرقے کو صلح کل ہونے کا دعویٰ ہے اور برخلاف دیگر دنیاداروں کے رہ مرنجان ومرنج کی پالیسی پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔ اور حتے الوسع صاف دلی سے نیک نیتی کے ساتھ تقوی کے لوازم کو ملحوظ رکھ کر کسی شخص یا کسی مسئلہ کی نسبت رائے دینے کے مدعی ہیں نیاز مند اکمل آپ کو بھی اسی گروہ سے سمجھتا اور بہت کچھ حسن ظن رکھتا تھا۔ کیونکہ کبھی سیدنا مہدنا الموعود کے خلاف آپ کی جانب سے کوئی روایت متعبر ذریعہ سے نہ سنی تھی۔ بلکہ سنا تو یہی سنا کہ آپ ان کا معاملہ حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ چاہئے بھی یونہی تھا کیونکہ ذطائف وغیرہ کی مصروفیت سے آپ کو اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ فریقین کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے کچھ فیصلہ کرتے۔ گو ایسے مسئلے کی تحقیق فرض ہے جسپر ایمان کامل کا دارومدار ہو۔ مگر کچھ دن ہوئے ایک فتویٰ جسکے نیچے آپ کے دستخط ہیں۔ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسمیں ایسی باتیں سلسلہ عالیہ سے منسوب کی گئی ہیں جو اس میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ چونکہ کسی پر بیجا اور جھوٹ الزام لگا دینا ایمانداری و تقوی سے نہایت بعید ہے اسلئے میں نے بالکل تسلیم نہیں کیا کہ وہ آپ کیطرف سے ہے۔ لہذا یہ عریضہ لکھنے کی جرأت کی گئی کہ مفصلہ ذیل باتیں جو آپ کی طرف منسوب تحریر میں درج ہیں۔

(۱) آنحضرت رسول خدا صلعم سورۃ زلزال کے معنے نہیں سمجھے (۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے یعنے مرزا صاحب کے منہ کی باتیں ہیں۔ (۳) جو کچھ ہوتا ہے سیاروں کی تاثیر سے ہوتا ہے۔ (۴) انبیاء علیہ السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (۵) حضرت محمد صلعم کی وحی غلط نکلی۔ (۶) حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے (۷) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے (۸) قرآن میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں۔ (۹) حضرت صلعم خاتم النبیین نہیں (۱۰) قیامت نہیں ہوگی (۱۱) تقدیر کوئی چیز نہیں (۱۲) عذاب قبر نہ ہوگا۔ (۱۳) تناسخ صحیح ہے (۱۴) قرآن میں گالیاں بھری ہوئی ہیں (۱۵) میں (مرزا صاحب) خود خدا ہوں اور یقینًا میں ہی ہوں

یا تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے آپ حوالہ دیں کہ فلاں کتاب صفحہ و سطر پر یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ اور حوالجات لکھوا کر میرے پاس بھیجدیں یا کسی اخبار میں چھپوا کر مجھے بھی وہ پرچہ بھجوا دیں۔ یا (۲) علے الاعلان اس بات کو تسلیم کریں کہ یہ فتویٰ میری طرف سے نہیں ہے۔ اور کسی چالاک نے جعلی طور پر میرے نام لگا دیا ہے یا (۳) اس بات کا ثبوت کتاب وسنت سے ہم پہنچا دیا جائے کہ کسی پر جھوٹ بہتان باندھنا شریعت اسلام میں جائز ہے اگر ان تین باتوں میں سے ایک ماہ تک کوئی بات بھی نہ ہوئی۔ تو ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہوگا اور ہم مخالفین سے یہ سوال کرنے کے مجاز ہونگے کہ دیکھو تمہارے اور تمہارے پیشواؤں کی حالت کس قدر بگڑ گئی ہے جب جائز طریقوں سے ہمارے مقابل میں فتحیاب نہیں ہو سکتے تو اب جھوٹے الزام لگا کر لوگوں میں بدظنی پھیلانی شروع کر دی ہے۔ اور اس وقت جناب کے مریدوں سے بھی اگر پوچھا جائے تو بجا ہوگا کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ کیا اسے ایسا کرنا جائز تھا کہ سنی سنائی باتوں پر بلا تحقیق فتویٰ لگا دے۔

آخیر میں۔ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میں نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا کہ وہ فتویٰ آپ ہی کی طرف سے لکھا گیا ہے کیونکہ یہ سخت کمینہ پن ہے کہ کسی فریق کی طرف ایسے عقائد منسوب کر دئے جائیں جن کے وہ قائل نہیں۔ اور کسی مصنف کی عبارت کے وہ معنے کئے جائیں اور اس سے وہ مفہوم لیا جائے۔ جسے وہ نہیں مانتا۔ اور آپ کی ذات ایسی باتوں سے اعلے وارفع پس ضرور یہ جعل ہے اور کسی مار آستین نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا ہے آپ بہت جلد اس سے اپنا دامن پاک کریں۔ ورنہ بصورت دیگر حوالہ جات کتب سے ممنون فرما دیں کہا جا سکتا ہے کہ فتویٰ میں کسی کا نام نہیں مگر براہین احمدیہ اور مرزا صاحب کا نام ثابت کر رہا ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ کے بارے میں ہے۔ اس قضیہ کے لئے جہال کے شور و فساد سے امداد لینے کی ضرورت نہیں صرف ایک خط لکھ دینا کافی ہے۔

محمد ظہور الدین اکمل گولیکے ضلع گجرات پنجاب

پتہ بتا دو

ایک نوجوان لڑکا عبداللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گوں چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھے کی قمیص اور پتلون اور پوٹھوہاری جوتا پہنے ہوئے ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا تھا مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے۔ اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے۔ جس بھائی کو پتہ ملے اسے اپنے پاس ٹھہرا کر اور دفتر الحکم میں اطلاع دے۔ لڑکا بھلامانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

فاضل امروہوی

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق [illegible] شعبان ۱۳۲۴ھ

بعد از خطبہ مسنونہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینات من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون ○

ترجمہ - ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے درانحالیکہ تمام لوگوں کے لئے وہ بڑا ہدایت نامہ ہے اور روشن آیتیں ہیں ہدایت سے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے دلائل ہیں [illegible] چاہئے کہ اوس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو اور دنوں میں گنکر روزے رکھ لے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور دشواری کو نہیں چاہتا اور [illegible] گنتی قضا شدہ روزوں کی [illegible] کرو اللہ کی [illegible] [illegible]

[illegible] پہلے دو آیتیں صیام [illegible] یعنی یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم [illegible] ان کنتم تعلمون [illegible] روزہ رکھنے کے [illegible] جنکو محب صادق [illegible] شائع فرما رہے ہیں لہذا میں اسوقت بحولہ و قوتہ تعالیٰ صرف قرآن مجید ہی سے کچھ فضائل ماہ رمضان کے بیان کروں گا انشاء اللہ لیکن واضح رہے [illegible] ان آیات کے اول جو امور کا بیان کرنا ضروری ہے امید کہ انکو بتوجہ سنا جاوے -

(۱) اس آیت سے پہلی آیت میں یعنی یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الآیہ میں اگر الصیام سے مراد الٰہی رمضان شریف ہی کے روزے لئے جاویں تو تشبیہ بلفظ کما بخوبی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ امم سابقہ پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے بلکہ مختلف ایام کے روزوں کا رکھنا انکی کتب سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ ایاماً معدودات ہی اسی کی تائید [illegible] کتاب [illegible] ثابت اور کتاب دانیال کے باب [illegible] تین ہفتہ کے روزوں کا رکھنا حضرت دانیال کا ثابت ہوتا ہے - اور کتاب سلاطین ۱۹ باب درس ۸ سے چالیس [illegible] رکھنا معلوم ہوتا ہے - اور اعمال حواریوں کے ۲ باب درس ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے ایاماً معدودات رکھا کرتے تھے - غرض کہ تعیین ایک ماہ رمضان کے کتب سابقہ سے روزوں کے لئے نہیں پائی جاتی ہاں صرف ایاماً معدودات کے روزے بغیر تعیین شہر رمضان کے معلوم ہوتی ہیں - اور اگر یہاں پر صرف ایک ادنیٰ امر یعنی ایجاب میں ہی حرف کما تشبیہ کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو دوسرا امر یہ ہے کہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین الآیہ سے رمضان کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار ثابت ہوگا - ہاں البتہ صرف ایک فضیلت [illegible] روزہ رکھنے کی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ قال تعالیٰ وان تصوموا خیر لکم لیکن [illegible] [illegible] شہر رمضان [illegible] آگے کی آیت [illegible] فلیصمہ [illegible] وارد ہے اور نیز مخالف ہے ولتکملوا العدۃ الآیہ کے کیونکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم [illegible] شہر رمضان کا اکمال کر لو نہ یہ کہ صیام اور فدیہ کے درمیان تمکو اختیار ہو - اور اگر یطیقونہ کے پہلے لا مقدر مانا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو اصطلاح سے محذوفات کے ماننے میں مخالف کو بڑی گنجائش ملجاوے گی کہ جس آیت کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اوسکو اپنے خیال کے مطابق کوئی کلمہ محذوف مانکر بنا لیا - ہاں البتہ اس امر کا انکار نہیں ہو سکتا کہ قرآن ہی تمام کلاموں میں اور نیز قرآن مجید میں اکثر محذوفات مان لئے جاتے ہیں - اور اگر ہمزہ باب افعال کا سلب کے لئے کہا جاوے تو اطاق یطیق کا محاورہ بمعنی عدم طاقت کے عرب عربا سے ثابت کرنا ضروری ہوگا مختار الصحاح میں تو لکھا ہے والطوق ایضا الطاقۃ واطاق الشیء اطاقۃ وھو فی طوقہ ای فی وسعہ - اور یہی محاورہ مشہور ہے لیکن ہمزہ سلب کے لئے اوسمیں ماننا غیر مشہور ہے اور الفاظ قرآن مجید کے معانی حتی الوسع مشہور ہی لینے مناسب ہیں نہ غیر مشہور اور اگر یہ سب کچھ تسلیم ہی کر لیا جاوے تو ان تصوموا خیر لکم اوس کے منافی ہے کیونکہ اوس کا مفہوم صرف روزے رکھنے کی فضیلت ہے نہ لزوم روزوں کا حالانکہ رمضان کے روزے فرض و لازم ہیں نہ غیر لازم یا اختیاری جیسا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ سے ثابت ہوتا ہے - اور اگر یطیقونہ کی ضمیر فدیہ کیطرف راجع کی جاوے تو بلا وجہ کے اضمار قبل الذکر لازم آویگا اور اگر پھر اضمار قبل الذکر بھی تسلیم کر لیا جاوے تو ضمیر مذکر کی لفظ فدیہ کیطرف جو مونث ہی راجع ہوگی پھر اوسمیں تاویل در تاویل یہ کرنی پڑے گی کہ مراد فدیہ سے چونکہ طعام ہے اسلئے ضمیر مذکر لائی گئی اور یہ سب امور تکلفات سے خالی نہیں ہیں -

تیسرا امر یہ ہے کہ مریض اور مسافر کا حکم پہلے ایک مرتبہ بیان ہو چکا ہے پھر آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کے آگے اوسکا مکرر لانا کس فائدہ کے لئے ہے اگر کہا جاوے کہ واسطے تاکید کے تو اسپر کہا جاوے گا کہ یہاں پر مقصود تاکید کب ہے کیونکہ اول تو بین الفدیہ والصیام اجازت دی گئی ہے اور ثانیاً وان تصوموا خیر لکم [illegible] صرف روزے کی فضیلت بیان فرمائی ہے نہ لزوم جسکی تاکید کے لئے فعدۃ من ایام اخر دوبارہ فرمایا جاتا اندریں صورت تکرار [illegible] لازم آتا ہے اور اگر مکرر ہی فرمانا تھا تو والذین یطیقونہ الآیہ کو بھی مکرر لایا جاتا - خلاصہ یہ کہ ایک جگہ تو فعدۃ من ایام اخر کے آگے والذین یطیقونہ الآیہ بھی فرمایا گیا اور ان تصوموا خیر لکم بھی ارشاد ہوا اور دوسری جگہ پر فعدۃ من ایام اخر کے آگے ولتکملوا العدۃ الآیہ ارشاد ہوا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں دو قسم کے روزے ہیں جنکا حکم علیحدہ علیحدہ ہے - یہ بیان تو اوس صورت میں تھا کہ مراد الصیام سے صیام رمضان ہی ہوئے -

شق دوم اور اگر پہلی آیت سے علاوہ رمضان کے دوسرے روزے مراد لئے جاویں مثلاً ایام بیض کے روزے یا ستہ شوال وغیرہ جنکی فضیلت بھی کتب معتبرہ احادیث میں لکھی ہوئی ہے اور علما و فقہا نے ان روزوں کی فضیلت میں یہانتک لکھا ہے کہ جسنے رمضان اور ستہ شوال کے روزے رکھے اوس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے اور اوسکی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر ایک نیکی کا ثواب وہ اللہ رحمٰن و رحیم دس گنا عطا فرماتا ہے کما قال تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا - یعنی جو شخص ایک نیکی بجا لاویگا تو اوسکو اوس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا تو تیس روزوں کا ثواب ۳۰۰ روزوں کا ثواب ہوا اور ۶ روزوں کا ثواب ۶۰ روزوں کا ثواب ہوا - اور سال تمام کے قمری دن بھی تین سو ساٹھ ہی ہوتے ہیں - علیٰ ہذا القیاس اگر ایام بیض کے تین روزے دس ماہ کے لئے جاویں تو بھی تیس روزے ہوتے ہیں جسکے تین سو ہوئے اور پھر ستہ شوال بھی لیا جاوے جسکے ۶۰ ہوئے تو بھی تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب حاصل ہو گیا - اور صیام فرض رمضان کے اوسپر علاوہ رہتے ہیں - اور صرف دس ماہ ہی کے ایام بیض اس واسطے لئے گئے کہ ایک ماہ رمضان کا علیحدہ رہا اور چونکہ ستہ شوال کا بھی لے لیا گیا ہے لہذا اس حساب میں شوال کے ایام بیض بھی نہیں لئے گئے بلکہ صرف دس ماہ کے ایام بیض لے لئے گئے ہیں - الحاصل اندریں صورت چونکہ کتب علیکم الصیام سے اون کی فرضیت مفہوم ہوتی ہے حالانکہ یہ روزے ایام بیض وغیرہ کے لازم نہیں ہیں اسلئے اس شق کی صورت میں مفسرین اس آیت کو دوسری آیت فلیصمہ اور یا ولتکملوا العدۃ سے منسوخ قرار دیتے ہیں - مگر ایک کلام کے سلسلہ میں ایسا ناسخ و منسوخ ماننا عظمت شان کلام الٰہی کے بالکل منافی ہے چہ جائیکہ بموجب مسلک اون مفسرین کے جو کسی آیت قرآنی کو منسوخ مانتے ہی نہیں پھر ایک ایسے کلام کے سلسلہ میں جو متصل ہے ناسخ منسوخ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کوئی ایسی توجیہ صرف نظم قرآن مجید سے ہی پیدا کرنی چاہئے جس سے نہ تو کلمہ لا کو محذوف ماننا پڑے نہ اضمار قبل الذکر لازم آوے نہ ضمیر مذکر کی مونث کیطرف راجع ہو نہ ناسخ منسوخ کا ماننا پڑے نہ کسی قسم کا تخالف آیات مذکورہ کے مفہومات میں لازم آوے اور نہ عدم فرضیت روزوں رمضان کے مفہوم ہووے کیونکہ عدم فرضیت صیام رمضان کی ادلہ شرعیہ کے محض خلاف ہے اگر کسی توجیہ سے بہت تکلفات

منع ہوجاویں تو البتہ تلخ صدر ان آیات کے تفقہ میں حاصل ہو سکتا ہے اب اس جلسہ خطبہ میں صرف ایک توجیہ بیان کیجاتی ہے اگر اہل علم حاضرین جلسہ کے نزدیک پسند آجاوے تو زہے عز و شرف ورنہ وہ خود بعد خطبہ کے بیان فرماویں اور اگر بعد خطبہ کے کسی صاحب نے اہل علم میں سے کوئی تطبیق اور توجیہ دیگر بیان نفرمائی تو یہی ثابت ہوگا کہ یہی تطبیق اون کو پسند ہے اور وہ تطبیق یہ ہے کہ اسلام میں دو قسم کے روزے ہیں۔ جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ایک لازم اور دوسرے غیر لازم چونکہ روزہ بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے۔ جس سے مومن تبع انوار آلہی کو حاصل کرسکتا ہے اور مکالمات آلہی کا تجلی گاہ ہو سکتا ہے جیساکہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میری ہی لئے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اسکی جزا میں خود ہوجاتا ہوں یا انا اجزی بہ بصیغہ معروف کہ میں بلا وساطت غیرے خود اوس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ یہہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سر اسمیں یہی ہے کہ انسان روزے میں صبح سے لیکر شام تک تینوں خواہشوں کھانے پینے جماع سے رکا رہتا ہے اور پھر اوس کیساتھ ... نماز درود شریف ... میں مشغول رہتا ہے تو پھر اوسکی روح ... انوار کی تجلی اور ملأ اعلیٰ تک اس کی رسائی کیوں نہ ہوگی اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے اسطرف کو آ اور اے بدی کے کرنے والے کوتاہی کر یہہ سب ایسی ہی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کر رہی ہیں پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنیکے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالمات آلہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰ نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی آن کو تورات ملی اور خود آنحضرت صلعم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزہ و نکار رکھنا ثابت ہی جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید میں معطوف نظر ہی کہ شہر رمضان

الذی انزل فیہ القرآن اور مسیح موعود نے بھی چھہ ماہ یا زیادہ مدت تک روزے رکھے ہیں جسکی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ بدیں وجوہ موجہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار رکھا ہاں دونوں قسموں کے حکم جدا گانہ فرمائے گئے صیام غیر لازم کا حکم تو یوں فرمایا کہ وعلی الذین یطیقونہ الآیہ اور صیام لازم کا حکم یوں ارشاد ہوا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ الآیہ۔ آگے رہا لفظ کتب جسکے معنے مفسرین فرض لکھتے ہیں اوسکی بہ نسبت یہہ گذارش ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ اوس کے معنی فرضیت ہی کے لئے جاویں بلکہ جو حکم شرعی لازم یا غیر لازم ہو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرع اسلام میں مکتوب یا لکھا ہوا ہے خواہ وہ حکم لازم ہو یا غیر لازم یہہ اصطلاح کہ کتب بمعنی فرض کے ہی لیا جاوے اصطلاح ... کی ہے نہ قرآن مجید کی اصطلاح کیونکہ لفظ کتاب یا اوسکی مشتقات قرآن مجید میں صد ہا جگہ آئے ہیں تاہم وہاں پر مراد آلہی فرضیت نہیں ہے کما قال تعالےٰ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ایضاً یکتبون الکتاب بایدیہم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ آگے رہا حکم شیخ فانی۔ مرضعہ۔ پیر ضعیف یا جوان نہایت لاغر و نحیف وغیرہم کا جنپر روزہ رکھنا نہایت درجہ پر شاق معلوم ہوتا ہے سو یہ سب لوگ بایں شرط مشقت حکم مریض میں داخل ہیں کیونکہ تعریف مریض کی ان پر صادق آتی ہے کہ اون کے جملہ قویٰ کے افعال اپنی حالت اصلی پر باقی نہیں رہے اگر یہہ لوگ فدیہ بھی دیویں تو من تطوع خیرا فھو خیر لہ پر قیاس کئے جاسکتے ہیں مگر فدیہ بھی اوسی شخص پر ہے جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہو ورنہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے روزہ افطار کرلے والے نے خود اٹھا ساٹھ مسکینوں کا طعام فدیۃ لیا ہے کما فی المشکوٰۃ۔

اور خود قرآن مجید بھی فرماتا ہے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وغیرہ وغیرہ من الآیات۔

اس توجیہ سے وہ تکلفات جو مذکور ہوئے نہیں لازم آتے واللہ اعلم بالصواب۔

اب واضح ہو کہ جسقدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں اونمیں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً یہانپر جو شہر رمضان واسطے صیام کے اللہ تعالےٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اوسمیں ایک عجیب سر یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینا ہے یعنی محرم ۱ صفر ۲ ربیع الاول ۳ ربیع الثانی ۴ جمادی الاولیٰ ۵ جمادی الثانیہ ۶ رجب ۷ شعبان ۸ رمضان ۹ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ۹ ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اوسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں لاغیر۔ پس اسمیں اشارہ اس امر کیطرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہیئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بہ تدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ جیساکہ شیخ نے کہا ہے کہ ؎

صفائی بتدریج حاصل کنی
تامل در آئینۂ دل کنی

حتے کہ نواں مہینا رمضان شریف کا آگیا تو اوس کے لئے یہہ حکم ہوا کہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یہانتک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آگیا پس اب تو ظلمات جسمانیہ تکدرات ہیولانیہ سے پاک و صاف ہوگیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اوسکو ہونے لگیں اور تاریخوں طاق میں مکالمات آلہیہ کا مورد ہوگیا اور یہی حقیقت ہے لیلۃ القدر کی جو آخر عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اسلئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی ۲۷۔ شب مقرر فرمادی کیونکہ در صورت ۲۹ دن ہونے شہر رمضان کے وہی ۲۷ شب آخری طاق شب ہوجاتی ہے جسمیں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے اسلئے یہ شب ۲۷۔ کی ایک عجیب مبارک شب ہے جسمیں قرآن مجید بھی نازل ہوا کما قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ ایضاً۔ قال تعالےٰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اسلئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبین صلعم کے بہت درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب بائبل میں آپکی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تہیں اور اتبک موجود ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا کلام آپکے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اتبک پایا جاتا ہے اسلئے اوس کلام آلہی کے نزول کا بھی اونکو سخت انتظار تھا اور نیز مشرکین عرب اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آتے تھے۔ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے بنی اسمعیل میں ایک نبی عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے۔ لہذا جملہ اہل مذاہب اور اہل کتاب کو اس نبی آخر الزمان اور نزول کلام آلہی کا انتظار تھا۔ اور اونمیں آپ کی بعثت کا ذکر خیر رہتا تہا جیساکہ سورہ بینہ کی ہماری تفسیر سے واضح ہے اسلئے انزلناہ کے مرجع کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ مرجع کے ذکر کرنے میں وہ نکتہ حاصل نہ ہوتا تہا جو اوس کے عدم ذکر کرنے میں۔ ایک لطیفہ حاصل ہوا اسلئے مرجع ضمیر انزلناہ کا ذکر سابق میں نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اوس کا ذکر تو کل اہل کتاب اور مشرکین عرب میں موجود ہے۔ اسیطرح پر الہام

انا انزلناہ قریبا من القادیان

میں بھی مرجع کا ذکر نہیں فرمایا گیا کیونکہ اب بھی کوئی فرقہ مذہبی اس قرن میں ایسا موجود نہیں ہے جو ایک مصلح کامل کا منتظر نہو اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی مسیح اور الیاس کے نزول کے منتظر ہیں اور اہل اسلام بھی مہدی مسعود اور مسیح موعود کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں اور ہنود بھی کلنکی اوتار کرشن علیہ السلام کی آمد کے لئے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام عقلا اور علماء کی انجمنیں ایک مصلح کامل کو بلا رہی ہیں۔ اسلئے مرجع کے ذکر کرنے کی یہانپر بھی ضرورت نہیں بلکہ ذکر کرنے مرجع میں کلام آلہی مقام بلاغت سے نیچے اوترا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی براہین احمدیہ میں مندرج ہے جسکو مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کی منقضی ہوگئی ہے اور اب اس الہام کا منجانب اللہ ہونا ایسا ثابت ہوگیا جسمیں سخت معاند بھی کوئی اعتراض پیدا نہیں کرسکتا کیونکہ جسوقت میں یہ الہام ہوا ہے اوسوقت میں کوئی کتاب متضمن معارف اور حقایق قرآن مجید کی قادیان سے دنیا میں شائع نہیں ہوئی تھی لیکن

اگر اسوقت سے لیکر اسوقت تک نظر کیجاوے تو ہر ایک اہل بصیرت پر مشاہدہ ہوگا کہ ہزاروں معارف قرآن مجید کے من ابتدائی اشاعت براہین احمدیہ لغایت اشاعت حقیقت الوحی قادیان سے تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اور حقیقت قرآن مجید اور نبوت محمدیہ کی حجت جملہ اہل مذاہب پر خواہ یہودیوں یا نصاریٰ آریہ ہوں یا سناتن دہرم سکھ ہوں یا نیچری کل پر پوری کر دی گئی ہے۔ اور کیجاتی ہے اور کیجاویگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اگر اس پچیس ۲۵ چہبیس ۲۶ برس کی کتابوں کو جمع کیا جاوے۔ تو ایک بڑے مکان میں بھی وہ نہ سما[ئیں]گی پس اگر یہ الہام منجانب اللہ نہیں تھا تو کیوں پورا ہوا۔ قادیان کوئی بڑی بستی نہیں تھی جس سے مانند مصر و یونان کی چشمے علم و حکمت کے جاری ہو جاتے اور علم و حکمت بھی وہ جو مصداق ہو

یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم

کا کیا اچھا کہا ہے حالی نے جو قادیان کے بھی حسب حال ہے ؎ اب حالی صاحب کو بھی حال قادیان

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی

معہذا اگر یہ الہام من جانب اللہ نہ ہوتا تو پھر ایسی چھوٹی سی بستی سے یہ چشمے معارف قرآنی اور حقایق اسلامی کے تمام دنیا میں کیونکر جاری ہو سکتے تھے کہ جنکی نہریں تمام دنیا امریکہ۔ یورپ یعنے جرمن فرانس۔ روس۔ جاپان وغیرہا میں جاری ہو چلی ہیں۔ دیکھو کارخانہ ریویو آف ریلیجنز۔ الحکم بدر تعلیم الاسلام اور تشحیذ الاذہان وغیرہا کو اور قریباً من القادیان اسلئے فرمایا گیا ہے کہ وہ معارف اور حقایق قرآنی جو مصداق ہدًی للناس اور بینات من الھدیٰ و الفرقان کے ہیں اون میں اور قادیان کے لوگوں میں ایک پردہ غلیظ واقع ہو رہا ہے جسکی وجہ سے فی القادیان نفرمایا گیا اور فی الحقیقت عموماً حال یہ ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہو کر دنیا میں آتا ہے اوسمیں اور دوسرے لوگوں میں کسی نہ کسی قدر پردہ ضرور بھی ہوا کرتا ہے اور اوس پردہ اور حجاب کے رفع کرنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا من بین ایدیھم سدًا و من خلفھم سدًا فاغشیناھم فھم لا یبصرون۔ ہاں اگر کوئی طالب صادق ہوتا ہے اور ظلمات عناد اور تعصب سے دور ہو جاتا ہے تو پھر اون انوار معارف سے ایسا شخص منور

اور بہرہ ور بھی ہو جاتا ہے لہٰذا بلحاظ اس پردہ وحجاب کے قریباً من القادیان فرمایا گیا نہ فی القادیان اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ بستی سے مراد بستی والے ہی ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک محاورہ ہے جو ہر ایک زبان میں جاری ہے۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ شریعت اسلام میں تمام اوقات عبادات اور ازمنہ روحانیات کو ایک دور کے ساتھ قایم کیا ہے جسطرح جسمانیات اور زمانیات میں بھی یہہ دور مشاہدہ ہو رہا ہے دیکھو فصل بہار کو کہ ہر ایک سال دورہ کرتی رہتی ہے اور نظر کرو تمام ثمار اور غلجات وغیرہ کو کہ اپنے اپنے وقت پیداوار پر دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور غذائے انسان و حیوانات ہوتی ہیں اسی طرح پر نظام روحانی کا انتظام منجانب اللہ فرمایا گیا ہے۔ دیکھو ایک ہفتہ ہی کو کہ یوم جمعہ ہمیشہ دورہ کرتا رہتا ہے جسکی برکات سے مومنین کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہفتہ بھر کی خطئیات کا کفارہ ہو جاتا ہے پھر دیکھو رمضان شریف اور موسم حج کو اور لیلۃ القدر وغیرہ کو کہ ہر سال ایک مرتبہ اونکا دورہ ہو جاتا ہے یہہ کیوں۔ اسی لئے کہ مومنین کا ایمان اونکی برکات سے تازہ ہوتا رہے اور تجلیات الٰہیہ کا ورود جن میں مکالمات الٰہیہ بھی ہیں مومن متمتع ہوتا رہے اسیطرح پر ہر ایک صدی پر واسطے تجدید دین اسلام کے مجددین کا دورہ ہوتا رہتا ہے کما فی الحدیث الصحیح۔ چنانچہ اس چودھویں صدی میں دورہ مسیح موعود کا ہو رہا ہے یہہ مسیح موعود عند اللہ قمر بھی ہے اور ایک لحاظ سے شمس بھی ہے کما ثبت فی محلہ یہہ شمس و قمر کا دورہ رمضان شریف کے ساتھ بڑی مناسبتیں رکھتا ہے یعنے جس طرح پر رمضان شریف میں ایک قسم کی نفس کشی بسبب امساک کے اکل و شرب سے اور جماع سے کیجاتی ہے اسیطرح پر اس دور قمر میں مومنین متبعین کو کسیقدر صعوبتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں برداشت کرنی پڑی ہیں بلکہ بعض متبعین کو ترک اکل و شرب جماع کا بھی تائید اسلام اور تبلیغ دین حق کے لئے کرنا پڑا ہی۔ کہ اکثر جگہ پر ازواج میں باہم تفریق واقع ہو گئی اور مخالفین اکثر مخلصین سے اکل و شرب میں بھی حارج ہوئے۔ دوسرے مناسبت رمضان کو اس دور قمر کے ساتھ یہہ ہے کہ جو معارف قرآنی بذریعہ اس شمس و قمر کے دنیا پر منکشف ہوئے وہ پچھلے صدیوں میں نازل نہیں ہوئے تھے اور رمضان کی خصوصیات سے ضروری ہے کہ ھدًی للناس اور بینات من الھدیٰ والفرقان کا نزول ضرور ہو یہ تینوں امور نزول

قرآن مجید کیلئے ایسلئے ضروری ہیں کہ ایک تو ہدایت عام ہوتی ہے تمام آدمیوں کیلئے دوسرے اوس ہدایت کی دلایل قطعیہ اور شواہد یقینیہ کا ہونا بھی ضروری ہے مصدقہ اوسکا کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ اور دیگر بینات عالم ہوئے۔ تیسرے اوس ہدایت عامہ کے لئے الفرقان ہونا چاہیے جیسا کہ واقعہ لیکھرام اور چراغدین کے اوسکے شواہد ہیں وغیرہ وغیرہ جو اس خطبہ میں مفصل بیان نہیں ہو سکتے پس جب ان ہرسہ امور کا نزول اس دور شمس قمر میں ہمکو مشاہد ہو رہا ہے تو پھر ہم کیونکر تسلیم نکریں کہ زمانہ بعثت اس مسیح موعود کو ساتھ شہر رمضان کے بالضرور ایک مناسبت قوی ہے کما قال اللہ تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان۔ پس اگر یہ زمانہ مسیح موعود کا شہر رمضان کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا تو پھر یہہ نزول قرآن یعنی رد شبہات تمام فرق باطلہ کا قرآن مجید سے کیوں ہو رہا ہے ہر ایک اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ علت کے وجود سے معلول کا وجود سمجھا جاتا ہے اور معلول کے وجود سے علت کا وجود سمجھ میں آجاتا ہے اور جسطرح پر آنحضرت صلعم کا زمانہ بعثت کا ایک عظیم الشان لیلۃ القدر تھا کما قال اللہ تعالیٰ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر اسی طرح پر یہ آخری زمانہ یعنی دور شمس و قمر کا زمانہ ایک قسم کی لیلۃ القدر ہے کہ جس میں ہی اس مسیح موعود علیہ السلام پر نزول ملائکہ اور روح یعنی جبرائیل کا ہو رہا ہے جسکو کوئی مخالف نہیں ٹال سکتا کیونکہ باذن ربھم ہی اور اسی لئے یہ مسیح موعود سلامتی کا شہزادہ ہے کما فی الالہام و کما قال اللہ تعالیٰ سلام ھی حتی مطلع الفجر چونکہ معارف الہامات مسیح موعود کے بے نہایت ہیں اسلئے میں اب اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالاٰیات و الذکر الحکیم اللہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک بر رؤف رحیم۔ یہاں پر ایک رؤیا کا درج کرنا جو بتاریخ ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بمقام امروہہ خاکسار کو ہوئی تھی بحکم تحدیث بالنعمت کے ضروری ہے ۲۶ تاریخ کی شب کو یعنے دیکھا کہ میں کسی شہر میں ہوں اور ایک مکان میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں کچھ لوگ تخت سے نیچے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ تخت کے اوپر بھی ہیں اور میں بڑے زور و شور سے صرف ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفسیر سے مسلک احمدیہ اور دعاوی حضرت مسیح موعود کو ثابت کر رہا ہوں تمام مضمون کلام تفسیری ہمکو یاد نہیں رہا مگر ما حصل اس مضمون کا

حسب ذیل ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ آیت تعلیم فرماتی ہے جسکا مقصود الٰہی یہہ ہے کہ نماز ہائے پنجگانہ کی ہر ایک رکعت میں ہم بصدق دل اس آیت کا اقرار بجناب باری ادا کرتے رہیں۔ اور خارج نماز سے مدام اس اقرار پر ہمارا عمل درآمد بھی رہے تب عبادت مقبول ہوا اور ہماری استعانت پر اللہ تعالیٰ کی اعانت بھی ہمکو پہونچے اب یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہو کر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اوسکے لئے بعد نماز ہائے پنجگانہ کے سب عبادات سے اعظم ترین عبادت تبلیغ ما انزل الیہ من ربہ ہے کما قال تعالیٰ۔ بلغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اب اس چودھویں صدی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حسب وعدہ الٰہی مندرجہ قرآن مجید و بموجب حدیث صحیح کے کوئی مجدد اس سر صدی پر بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں تو مانند شمس نصف النہار کی بڑی شہرت کے ساتھ اس دعوی اور مدعی کو موجود پاتے ہیں کہ ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد اس عبادت تبلیغ کو بعد نماز ہائے پنجگانہ کے ایسی جان توڑ کوشش کیساتھ ادا کر رہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں اونکی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور اونکی تبلیغ سے نہ یورپ محروم رہا اور نہ امریکہ نہ روس۔ اور نہ جاپان پھر ملاحظہ فرمانا کرتے ہیں کہ اونکی استعانت پر جناب باری سے ایسی اعانت بھی پہونچ رہی ہے کہ اوس کی نظیر بصیغہ قلمی اور دعا کے ذریعہ اس مدت اسلامی تیرہ سو سال میں ہمکو نہیں ملتی پس جبکہ یہ عبادت تبلیغ اور اعانت آلٰہی کی اس شخص میں ہم مشاہد پاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہہ شخص بالضرور مامور من اللہ ہے اور جو اس کے دعاوی ہیں وہ سب صادق اور مصدوق الٰہی ہیں ورنہ پھر مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین کا صادق نرہیگا و نعوذ باللہ منہ کیونکہ اس آیت کا مضمون جو اسطرف صریح اشارہ کر رہا ہے کہ جو شخص مدعی ماموریت کا عبادت تبلیغ کی بجالا رہا ہے اور وہ جناب باری میں مقبول بھی ہو گئی ہے کیونکہ اوس کی استعانت پر اعانت آلٰہی برابر پہونچ رہی ہے تو وہ مدعی بالضرور صادق و مصدوق ہے خواہ اس دلیل کو دلیل لمی کے طور پر مانو یا بطور دلیل انی کے اسکو سمجھ لو مدعا ہر حال میں ثابت ہے یعنی خواہ آفتاب کے وجود سے دن کا موجود ہونا سمجھ لو یا دن کے موجود ہونے سے آفتاب کا وجود تسلیم کرو مطلب ہر حال حاصل ہے۔ ھٰذا ما الھمنی ربی والحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

خاکسار محمد احسن امروہوی۔

جواب سوالات منشی اللہ بخش صاحب گوراتی ازقاضی اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ایک غائبانہ طالب حق عنایت فرما نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں انکے مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب دوں اور جلد جواب دوں۔

یہ سوالات کوئی نئے سوالات نہیں مگر تاہم ایک نئی عبارت میں پیش کئے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا مختصر جواب عرض کردوں۔ کیونکہ جو شخص سچے دل سے حق کی تڑپ رکھتا ہے اسکے لئے ایک نکتہ بھی کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں حرف بس است۔ اور جسے صرف ایک مشغلہ مطلوب ہے یا اسبات کا اظہار کہ ہم بھی کچھ ہیں اسکے لئے جلد دفتر حکمت تقویم پارینہ ہیں۔

سب سے پہلا سوال اس تمہید سے اٹھایا گیا ہے کہ ستید نا ابراہیم سے وعدہ تھا دنیا کے سارے گھرانے تجھسے برکت پائیں گے۔

پیدائش باب ۱۲۔ یہ پیشگوئی نہ حضرت ابراہیم پر صادق آئی نہ حضرت عیسٰے پر بلکہ حضرت محمد صلعم پر۔ اس سے آگے لکھا ہے کہ جن کا گمان ہے وہ (عیسٰے) ابھی تک زندہ جسمی بلندی پر موجود ہیں آہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ وفات عیسٰے کے قائل ہیں فالحمد للہ علی ذالک۔ مگر آپ کو اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد ضرورت کیا ہے کسی موعود کی۔ اور پھر جو موعود مسیح آیا۔ اس نے کتنے ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان کئے۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ حضرت کے دو کام تھے۔ ایک تکمیل ہدایت اور ایک **تکمیل اشاعت** ہدایت تکمیل ہدایت تو حضرت خاتم النبیین صلعم کے دست مبارک پر ہو چکی جیسا کہ فرمایا **اکملت لکم دینکم** (تمہارا دین کامل کردیا)۔ اب دوسرا کام ہے اشاعت۔ یعنی اسلام کا پیغام روئے زمین کی تمام قوموں کو پہنچا دینا اور ان پر از روئے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ اتمام حجت اور یعنے اپنے دین کو کل ادیان پر دلائل سے غالب کردینا چنانچہ فرمایا **ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ**۔ یہ ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے جسکی نسبت تمام مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے متعلق ہے اسکے پورا ہونے کے لئے ایک ایسے زمانہ کا ... اسکے اسباب پیدا ہو جائیں کہ روئے زمین کی قومیں بمنزلہ خانہ واحد کے ہوں۔ اور ایک شخص گھر بیٹھے بڑی سرعت و اطمینان سے سب تک اپنا پیغام پہنچا سکے سو واقعات خود شہادت دے رہے ہیں کہ یہ زمانہ نہ تو نبی کریم صاحب کے مبارک عہد میں آیا (یعنی ایسے اسباب مثل تار۔ ڈاک۔ ریل۔ جہاز دخانی۔ فونوگراف۔ فوٹوگراف۔ کثرت کتب۔ امن۔ دینی معاملات کے فیصلہ کے لئے تلوار سے کام نہ لیا جانا وغیرہ ذالک۔) اور نہ انکے بعد دوسرے خلفاء کے عہد میں۔ بلکہ یہ موقعہ یہ وقت اسی صدی میں حاصل ہوا۔ اور قرآن مجید کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو ان الفاظ میں تھی (۱) **واذا النفوس زوّجت** (۲) **واذا الصّحف نشرت** (۳) **واذا العشار عطّلت** (۴) **وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** یعنی (ریل) (۵) **ولہ الجوار المنشآت** یعنی نئی طرز کے سٹیمر جہاز (۶) **فالملقیات ذکرا**۔ (تار)

اب تمام اسباب پیدا ہو چکے تو ضرور ہے کہ وہ رسول بھی موجود ہو۔ جسکے ذریعے لیظھرہ علی الدین کلّہٖ کی پیشگوئی پوری ہونی ہے۔ اے میرے بھائی میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مرد خدا پیدا ہو چکا اور اپنا کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنے متواتر تمہارہ اور کتابوں اور تقریروں سے تمام جہان کے مذاہب پر حجت قایم کردی کہ ماسوائے اسلام اگر کوئی مذہب صادق ہے اور بغیر احمدی فرقہ کے کوئی فرقہ ماانا علیہ واصحابی کا مصداق ہے۔ تو وہ میرے سامنے آئے۔ نشان دیکھے اور دکھائے۔ الغرض امتیازی نشان جس سے منجانب اللہ ہونا ثابت ہو بتلائے۔ مگر تم خود ہی شہادت دو۔ کہ کبھی کوئی سامنے آیا۔ کبھی کسی نے جرأت کی۔ تو منہ کی نہیں کھائی۔ بس یہی معنے تھے۔ کل ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے

باقی رہا یہ سوال کہ کتنے یہود و عیسائی مسلمان ہوئے۔ سو سب سے پہلے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول (فرستادۂ حق) کا فرض کیا ہے؟ یہ کہ بہت سے لوگوں کو مسلمان کرجائے یا یہ کہ بہتوں پر اتمام حجت کرکے انہیں پیغام پہنچا جائے۔ ماننا نہ ماننا انکا اپنا اختیار۔ آؤ میں تمام نبیوں کے سردار احمد مختار (صلعم) کی نسبت جو ارشاد ہے آپ کو بتاؤں۔ فرماتا ہے کون؟ قادر مطلق اپنے نبیوں کو بھیجنے والا۔ **وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین**۔ پھر فرمایا **ان علیک الا البلاغ** پھر فرمایا **افانت تکرہ الناس حتّٰی یکونوا مؤمنین**۔ پھر فرمایا **انّما انت مذکّر لست علیھم بمصیطر** خلاصہ سب کا یہی ہے کہ تمہارا فرض صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے نہ کہ خواہ مخواہ مسلمان کرنا۔ صرف یاد کرانا وہی فطرتی اخلاق تمہارے ذمے ہے۔ کوئی تم داروغہ نہیں ہو۔ وکیل نہیں ہو۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (جس کا جی چاہے مومن ہو جس کا جی چاہے کافر رہے) سن لیا آپ نے۔ اب فرمائیے حضرت مسیح موعود پر کیا اعتراض رہا۔ اگر دو آدمی بھی کسی رسول کو نہ مانتے ہوں تو بھی یہ بات اس کی نبوت میں قادح نہیں ذرا فرمائیے حضرت نوح علیہ السلام پر نو سو پچاس میں کتنے آدمی ایمان لائے۔ ہاں ضرور بتانا۔ اور پھر اپنے اس اعتراض پر غور کرنا کہ تیئیس برس میں کتنے کافر مسلمان ہوئے۔ جب ہزار برس میں اسّی سے بھی کم زن و مرد مسلمان ہوں۔ تو بیس بائیس سالوں میں کتنے ہونے چاہئیں۔ ضرور ایا جبہ لگاکر حساب فرمائیے گا۔ تاکہ اطمینان قلبی ہو جائے۔ اور ساتھ ہی **ما آمن معہٗ الا قلیل** اور **ما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین** پڑھتے جائیے تاکہ پھر کبھی یہ اعتراض خلجان نہ کرے۔ بایں ہمہ آپ کو اس بات سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئے کہ کئی عیسائی مسلمان ہوئے۔ اور کئی ہندو۔ کیا قادیان ہی میں نومسلم نہیں کیا آپ ان کے ناموں کی فہرست چاہتے ہیں ماسٹر عبدالحق۔ عبدالرحمن۔ سردار فضل حق۔ صاحبان کے اسماء گرامی بھول گئے۔ امریکہ کے حسن اینڈرسن کی چٹھی آپنے نہیں پڑھی۔ پھر موجودہ تحریک سے عیسائیوں خصوصاً ولایت والوں نے جو اپنے عقائد تبدیل کئے ہیں۔ بائبل کو از سر تا پا الٰہی نہیں مانتے۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں غلطیاں نہیں۔ نہ مسیح کے جی اٹھنے کے قائل ہیں اور نہ اسکی الوہیت کے۔ یہ کس کے انفاس طیبہ کی برکت ہے آپ کا انصاف پسند دل بول اٹھیگا حضرت مسیح موعود کی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پھر یہ بھی خیال رہے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی تھی کہ انہی مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو جائینگے۔ یہود کون؟ جو اپنے اسلاف کے بے سر و پا روایات و رسمیات پر جمے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے مزعومہ بزرگوں کے اقوال پر ایسے کاربند ہیں کہ کتاب اللہ کو **وراء ظھورھم** پھینک دیا۔ اور نصاریٰ کون وہی جن کی شان میں ایک شاعر نے کہدیا (دیکھو تو گورستان جو پوچھو تو مسلمان) انہیں ہی یہ دو تین لاکھ جماعت بنی ہے۔ پس یہ سب یہود و نصاریٰ ہی مسلمان ہوئے ہیں اس بات کو خوب سمجھئے:- اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جب مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو گئے تو ضرور تھا کہ انہی میں سے عیسٰے اور اس کی جماعت بھی ہوتی۔ کیونکہ دونوں فریق کا مسیح کے بارے میں افراط و تفریط سے یہ نام پڑا۔ آپ کی طرز تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود کی عدم ضرورت کے قائل ہیں یعنی نیچریوں کی طرح آپ کا خیال ہے۔ کہ بس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ان لوگوں کی خوفناک غلطی ہے کیونکہ خود ان کے اپنے اقوال بھی اس کے خلاف ہیں اور زمانہ کی حالت بھی ان کے برخلاف فتوے دے رہی ہے اگر صرف قرآن مجید ہی کافی تھا اور کسی مزکّی نفوس کی ضرورت نہیں تھی۔ جو لوگوں کے لئے قرآن مجید کا عملی نمونہ ہو اور اپنی صحبت کے اثر سے **کونوا مع الصادقین** کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں سہولت پیدا کرے۔ تو پھر یہ مفاسد زمانہ کیوں اور اسلام کی حالت کیوں دگرگوں ہے قومی انحطاط کیوں ہے اور کہنے والا تو یہ بھی کہہ سکتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کیا ضرورت تھی صرف قرآن ہی مجید کافی ہوتا۔ میرے دوست اچھی طرح اس ضرورت کو سمجھ اور ضرورۃ الامام تصنیف امام الائمہ کا مطالعہ کرتا کہ یہ حجاب اٹھے۔ اگر کسی مرشد ہادی کی ضرورت نہ ہوتی تو لوگ کیوں جگہ بہ جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ ہر ضرور تھا کہ اسوۂ حسنہ کے قیام کے لئے ایک شخص ہو جو تمام نبوی اوصاف اپنے اندر رکھے اور اسکے اتباع کی برکت سے ظل النبی یا بالفاظ دیگر خلیفہ نبوی کہلائے کہ اور جو **علماء** و مشایخ ہیں۔ ان کے جو عملی اور اندرونی حالات ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ میں بیان کروں۔ نہیں وہ کون ہے جو تمام مذاہب کے مقابل ہو کر اسلام کی حقیقت ثابت کرتا ہوا کہ رہا ہے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

دیکھنا کوئی آپ سے یہ نہ کہدے کہ کئی گدی نشین صاحب کرامت ہیں۔ کرامت یہ نہیں کہ اپنے مریدوں کے بعض کام ہو جائیں کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ اور آخر کئی کام تو قانون قدرت کے مطابق خود ہی ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جو بتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ بھی تو کئی مرادیں پاتے ہیں اپنے ہندو سناتن دھرمی بھائیوں سے پوچھ لیجئے

وہ کئی روائتیں سنا دینگے تو کیا یہ کہئے کہ وہ بُت بھی صاحب کرامت ہیں ہرگز نہیں۔ کرامت وہ ہے۔ جو غیر مذہب کے سامنے چیلنج کرکے بتائی جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ تم اپنی پوری قوت اسکے روکنے میں لگا لو مگر یہ ہو کر رہے گی۔ پھر اس سے مقصود خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار ہونا ہے کہ بُتکے پھوڑنا اور اپنی مقرر نیاز لینا۔ آں تو اصل بات سے دور نکل گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبی صلعم کے بعد کسی ان کے خلیفے کی ضرورت نہ تھی تو لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سورۃ نور میں نہ آتا اس پیشگوئی کو صرف چار خلفا میں محدود کرنا کلام الٰہی کی ہتک کرنا ہے آپ مضارع کے استمرار کو دیکھیں کہ قیامت تک اس سلسلہ کا بقا ضروری ہے۔ پھر کَمَا اشارہ کر رہا ہے کہ موسیٰ کے خلفاء کی طرح یہاں بھی خلفاء ہونگے۔ اور تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے پہلا مثیل یوشع اور دوسرا مثیل مسیح موسوی ضرور ہوگا۔ ورنہ کَمَا فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہ عیسیٰ بھی نہیں آسکتا۔ اسکی نبوت کی حاجت نہیں کیونکہ آپ خود بھی ... ں نہیں پھر هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ ... وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے بھی ظاہر ہے کہ ایک ... ہر دور باطل یا خلیفہ آخری زمانے کی جماعت مسلمانان میں بھی پیدا ہونے والا ہے۔ تعجب کہ آپ اس سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ ضرور ہے کہ آخرین میں بھی رسول آیات پڑھ کر سنانے والا۔ نشان دکھانے والا۔ تزکیہ نفوس کرنے والے کتاب اور حکمت (معارف و حقائق) سکھانے والا موجود ہو۔ اسکے علاوہ اور کئی آیات میں بھی اس موعود کی طرف اشارہ ہو جو حضور کی کتب دیکھنے والے سے مخفی نہیں۔ اور خود قانون قدرت بھی اسکا موید ہے۔ کہ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا جب زمین میں فسق و فجور پھیلے تو وحی کے پانی سے از سر نو مردہ دل زندہ ہوتے ہیں پھر عذابوں کا پے در پے آنا اس بات کا شاہد ہے کہ رسول آچکا۔ کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا آپکے چار سوالوں کا جواب ہو چکا تسلی نہ ہوئی ہو تو مکرر دریافت فرما لیجئے۔ ہاں ایک دو جزوی باتیں رہ گئیں۔ ان کا جواب بھی سن لیجئے ایک تو آپ الہام اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ پر معترض ہیں کہ اَللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ کو فوجوں کی کیا ضرورت۔ حضرت! چونکہ آپ نبوت محمدیہ اور آیات قرآنیہ کے مقر ہیں اسلئے آپ کے لئے یہی جواب کافی ہے کہ وہ ضرورت ہے جو ایک چھوٹے سے ملک عرب کے کفار کے ساتھ لڑنے کے لئے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیجنے کی ضرورت تھی کیوں آیا خیال شریف میں!! یا میں آیت ہی پڑھ کر سناؤں یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔ اب یہاں بھی وہی اعتراض ہو سکتا ہے کیا اکیلا خدا کافی تھا اور پھر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ لوط کی بستی الٹ سکتا ہے مگر کفار عرب ایسے توانا کہ پانچ ہزار کی ضرورت پڑی۔ میرے پیارے بھائی سن! ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی فوج ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں جو کام کرتا ہے کسی نہ کسی علت کی معرفت کرتا ہے اسلئے یہی ذرے یہی عناصر خدا کی فوجیں ہیں وہ اسکے مامور کے دشمنوں کی مخالف ہو جاتی ہیں۔ طاعونی اثر تمام بھی خدائی فوجیں ہیں۔ دیکھا مخالفوں کو کیسا ستایا۔ چوٹی سے ایڑی تک زور لگا چکے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ پھر دیکھو ہوا ہے تو آجکل مخالف آتش ہے تو مخالف پانی ہے۔ تو مخالف زمین ہے تو مخالف کیا میں آپ کو تمام واقعات کی فہرست سناؤں۔ جو جہان میں ہو رہے ہیں۔

دوم دوسری بات وہی کارگزاری والی ہے کہ رسول کریم صلعم کیسے کامیاب ہوئے اور اس امن کے زمانہ میں مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ ابھی تو حضور علیہ السلام زندہ ہیں ابھی سے آپ کیوں گھبرا گئے۔ آپ دیکھیں گے کیا بنتا ہے تمام اصلاحوں کی بنیادیں پختہ ہو چکی ہیں اب صرف ایک حکم کی دیر ہے اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ کا زمانہ آجائیگا۔ آپ ذرا اس واقعہ کو بغور نظر کیجئے جب رسول کریم صلعم وفات پاگئے مگر حضرت عمرؓ فرما رہے تھے نہیں ابھی زندہ ہیں۔ وہ نہیں وفات پائینگے جب تک منافقین مشرکین کو جزیرہ عرب سے نہ نکال لیں۔ فارس روم کے خزانوں کی کنجیاں بھی آپ کے ہاتھوں پر نہیں رکھی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا لوگوں کا خیال تھا۔ اسکے موافق کارروائی نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ ہر بات کی بنیاد بندھ چکی تھی اسلئے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور کامیابی کا اعلان دیدیا گیا۔ کیونکہ خلیفہ کے ہاتھ جو کچھ کام ہو وہ بھی اسکے مطاع کا سمجھا جاتا ہے۔ ہر نبی کا زمانہ وہ ہوتا ہے جب تک دوسرا عہد قایم ہو۔ مسیح موعود کے لئے ایک ہزار برس ہے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے۔ پس اسی ہزار سال میں سب کچھ ہو جائیگا۔ خدا کے کام بڑے آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ تعجیل پر سرسوں نہیں جمتی۔ باوجود کُنْ فَیَكُوْنُ کہنے کے پھر بھی آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ نو ماہ ہی میں پیدا ہوتا ہے پس جلدی مت کیجئے کہ مجبوری ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

تیسرے تیسری بات کہ نصیحت نامہ عالمین کے لئے ہے بے شک ٹھیک ہے۔ مگر اس "ذکر" کی اشاعت اسکی تعلیم کے ثمرات کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے بھی کوئی ہونا چاہئے یا نہیں۔ ضرور چاہئے بے شک خاتمہ تک محمدی شریعت ہے مگر اس شریعت کو قایم کرنے اسمیں جو غلطیاں لوگوں کی دستبرد سے پڑ گئی ہیں۔ ان کو نکالنے اور مختلف فرقوں میں فیصلہ کرنے کے لئے کسی الحکم العدل کا آنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ آپ اگر سوچینگے تو یہ کہنے میں میرے ساتھ ہم نوا ہونگے کہ ضرور۔

پانچویں سوال میں آپ پوچھتے ہیں مسیح موعود کو عربی زبان میں کیوں الہام ہوتے ہیں کیوں صاحب آپ کو اپنی دینی زبان کیوں بری لگتی ہے؟ جبکہ ہماری مذہبی الہامی کتاب اسی میں ہے تو یہ ایک فطرتی بات ہے کہ مسلمانوں کو عربی زبان سے ایک خاص تعلق ہو جس سے نفرت گویا دین اپنے سے نفرت ہے۔ (۲) یہ عربی زبان میں الہام ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمانوں عربی زبان سیکھنا واجب سمجھو۔ (۳) حضرت بارہا فرما چکے ہیں یہ جو کچھ لیتا ہوں یعنی جو فیوض مجھ پر وارد ہیں اسی محمد عربی کی برکت ہے اسی کے چشمے سے پانی پیتا ہوں۔ پس جب ان کی زبان عربی تو خادم کی کیوں نہ ہو۔ کیا شاخ اپنی جڑ (اصل) سے جدا ہو سکتی ہے۔ (۴) عربی ام الالسنہ ہے چونکہ تمام زبانوں کی اصل ہے اور کل قوموں کی طرف رسالت ہے اسلئے سب کی رعایت سے ایک ایسی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ جو سب کی مشترکہ لسان ہے (۵) شاستری انگریزی وغیرہ میں کا ہے گا ہے اسلئے کہ تمام قوموں کی رسالت جو ہوئی ہر قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ تا کسی کو شکایت باقی نہ رہے (۶) نیز غیر زبان میں الہام ہونا اسکے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جو زبانیں نہیں آتیں ان کے فقرات سنانا اور پھر ایسے جنہیں پیشگوئی ہو کسی بشر کا کام نہیں براہین احمدیہ میں مثلاً گڈ یو لارج پارٹی اسلام کئی ایسے الہام ہیں جن کی تصدیق اب اس زمانہ میں ہو رہی ہے آپ اس شخص کے حکم ہونے پر معترض ہیں یا ان الفاظ جو عربی کے سوا دوسری زبان نہیں جانتا خدا ایسے حاکم یک زبان و زبان کی عزت رکھے۔ اپنے اس فقرہ کو اچھی طرح پڑھیں کہ یہ کس پر اعتراض ہے مرزا صاحب کرم پر یا حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ مامور من اللہ کی مخالفت بعض اوقات ایسے الفاظ مُنہ سے نکلوا دیتی ہے دعا

چھٹے سوال میں۔ آپ ۱۱ مئی کے الہام پر معترض ہیں کہ یہ خبر تو قرآن میں ہے حضرت المسیح موعود بھی تو قرآن مجید ہی کی تصدیق و تائید کے لئے آیا ہے اور اسی چشمے سے فیض یاب ہے آپ کا الہام بتا رہا ہے کہ قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ ساتویں سوال میں تَرُدُّ عَلَیْكَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ اور پھر اس کے آگے فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پر اعتراض ہے کہ شفا خانجات میں کئی مریض و کمزور شفا پاتے ہیں۔ میرے دوست۔! مِنْ مِّثْلِهٖ کے لفظ پر غور کر۔ بغیر کسی شفا خانہ میں جانے کے کوئی شخص ان موجودہ حالات کے باعث جنہیں خدا کا مسیح ہے یہ شفاء بغیر اسباب ظاہری اتنی جلدی نہیں پا سکتا۔ پس اسکی مثل تھا۔ اور انوار الشباب کا پھر آنا خلاف سنت اللہ ہے۔ یہ کیوں؟ کوئی دلیل پھر شباب کا لوٹ آنا تو نہیں فرمایا بلکہ انوار شباب مطلب صرف ایسی طاقت کا حصول جس سے منصبی کام ہو سکے۔ جب یہ بات واقع ہو گئی اور واقعات نے اس الہام کی تصدیق کر دی تو پھر آپ کیسے تکذیب کر سکینگے۔ بہتر تھا کہ آپ اعتراض کرنے سے پہلے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے پوچھ لیتے

اور اب بھی پوچھ لینے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ زلیخا کیونکر جوان ہو گئی تھی۔ حالانکہ اہل تحقیق کے نزدیک تو یوسف و زلیخا میں نکاح ہی از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

آٹھویں سوال میں آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ قرآنی آیات کیوں الہام ہوتی ہیں معلوم نہیں میرے بھائی کو قرآنی آیات کیوں بری لگتی ہیں۔ احمد مختار آقا۔ اور مرزا غلام خادم و مخدوم میں کچھ تعلق بھی ہوتا ہے یا نہیں جب وہ آیات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو ان کے اور معنے اور مصداق تھے اور اب حضرت احمد علیہ السلام پر نازل ہو کر اور معنے و مصداق رکھتی ہیں سمجھ لیا آپ نے اور

... متحد ہونے کے پھر بھی معانی جدا جدا ہوں یہ الہامی اعجاز اور قرآن مجید و کلام اللہ کے عجائبات بے نظیر ہے۔

نویں سوال میں آپ کو یہ فکر پڑ گئی ہے:۔ کہ جب الہامات مسیح اور قرآنی آیات ملتی جلتی ہیں اور دونو کی تلاوت ہوا کرے گی تو حافظوں کو تشابہ پڑینگے۔

قبل از مرگ واویلا۔ شاید اسی موقعہ پر بولا جاتا ہے جناب من! آپ مطمئن رہئے احمدی قرآن مجید اور ان الہامات میں فرق پہچانتے ہیں اور وہ ان الہامات کو بطور وظیفہ تلاوت نہیں کیا کرینگے جیسے آجکل کے مسلمان کتاب اللہ کو چھوڑ کر دلائل الخیرات وغیرہ وظائف پڑھتے رہتے ہیں۔

دسویں سوال میں آپ چندہ کا نام انکم ٹکس رکھ کر اسکی دلیل پوچھتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہے تعجب کہ آپ جیسا دانشمند آدمی اس بات پر اعتراض کرے۔ جب کوئی نبی اللہ آتا ہے تو اسے اشاعت دین اور ان لوگوں کے لئے جو دین سیکھنے کے لئے اسکے پاس آئیں روپے کی ضرورت ہوتی ہے اب اس حاجت کے پورا کرنے کے لئے آسمان سے کبھی روپیہ نہیں گرتا بلکہ نیک دل مرید اور معتقد ہی چندہ دیا کرتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام حضرت نبی کریم صلعم کو چندہ نہیں دیا کرتے تھے۔ اور کیا صرف انہی چندے سے ان کے مراتب نہیں بڑھے کیا حضرت ابوبکرؓ کا تمام مال دیدینا یاد نہیں رہا۔ اور کیا قرآن مجید میں **خذ من اموالهم صدقة** آپ کے ملاحظہ سے نہیں گذرا اور **جاهدوا باموالكم وانفسكم** نہیں پڑھا۔ نبی کریم صلعم کے وقت تو چندہ کی ایسی سختی تھی کہ بات کرنے سے پہلے ہی کچھ نذر رکھنی پڑتی ایک نادان پادری تو اس فعل پر بھی اعتراض کرتا ہوگا۔ مگر دانشمند خوب جانتے ہیں کہ مخلص و منافق میں ایسی باتوں ہی سے تمیز ہوتی ہے۔ زبانی جمع خرچ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر جب کچھ گرہ سے کھولنا پڑے تو اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ تمام روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے کیا اپنے نفس (ذات) کے لئے طلب کیا جاتا ہے ہرگز نہیں تو پھر اس فی سبیل اللہ خرچ میں حسب توفیق شامل ہونے پر آپ کو کیا تامل ہے۔ کیا کوئی ایسی حدیث یا آیت پیش کی جا سکتی ہے کہ مسیح موعود پر آسمان سے خزانہ گریگا۔ میرے بھائی جب سردار انبیاء پر نہ گرا تو دوسرے کس گنتی میں ہیں دیکھو کفار اعتراض کرتے تھے **کنزٌ**

مگر انہیں جواب دیا گیا۔ کہ یہ خلاف سنت اللہ ہے۔ ہاں اگر مسیح موعود یہ حکم دیتا کہ ضرور ہر ایک اتنا اتنا دے تو پھر اعتراض ہو سکتا تھا مگر ایسا حکم آپ کہیں نہیں دکھا سکینگے بلکہ میرے آقا تو بارہا ارشاد فرماتے رہتے ہیں جس قدر توفیق ہو اُس قدر دو۔ مگر باقاعدہ۔ اور طاقت سے زیادہ کا مت اقرار کرو۔ بعض لوگوں نے اس فرمان سے کہ جو کسی طرح بھی اس سلسلہ کی مدد نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں دھوکہ کھایا ہے حالانکہ یہ صحیح بات ہے کہ جو جماعت میں ہو کر پھر کچھ بھی امداد نہیں کرتا۔ وہ کیسے اس جماعت میں محسوب ہو سکتا ہے امداد سے مراد صرف روپیہ پیسہ نہیں بلکہ **قلمی۔ بدنی۔ لسانی امداد** بھی غربا کے لئے ہو سکتی ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے **يقسم المال فلا يقبله احد**۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اپنے مریدوں سے چندہ نہ لیگا۔ پھر آپ دیکھتے ہی ہیں کہ آئے دن کس قدر انعام مقرر ہوتے رہتے ہیں مگر ہے کوئی ان کعبہ کے خزانہ پر تاک لگانے والوں میں سے لینے والا؟ ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے کہ مامور من اللہ معارف و حقایق کلام اللہ کا خزانہ لٹانے آتے ہیں نہ کہ فانی مال۔ وہ تقاوی بانٹنے والے نہیں اور نہ کسی بینک کے منیجر۔ مسئلہ جہاد کو رد کرنے کی دلیل پوچھتے ہیں۔ اگر جہاد کے یہ معنے ہیں کہ دین کی اشاعت میں مناسب طریق سے کوشش کرنا تو اسکو کوئی رد نہیں کرتا۔ اور یہ جہاد تو برابر ہو رہا ہے اور **الى يوم القيامة** رہیگا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جو نہ مانے اسے تلوار سے منائیں اور قتل کر دیں جیسا کہ عام ملانوں کا خیال ہے تو حضرت اسکی اجازت تو اسلام میں کبھی دی ہی نہیں گئی۔ **لا اكراه فى الدين** اور **من شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر** اسپر شاہد ہیں۔ نبی کریم صلعم کے وقت کی بعض لڑائیاں اندفاعی تھیں یعنی صرف اپنے تئیں ایذاء کفار سے محفوظ رکھنا اور بس۔ پس جس چیز کا اسلام میں وجود ہی نہیں اسکے رد کا ثبوت کیا دوں۔ نیز **يضع الحرب** بخاری میں صاف آچکا ہے کہ مسیح جنگوں کو موقوف کر دے گا۔

گیارھویں سوال میں آپ کوئی نظیر پوچھتے ہیں کہ نبی الہام بھول گیا ہو قرآن مجید سے اتنی ناواقفیت حضرت **ما ننسخ من آية او ننسها** الآیۃ پھر پڑھئے **سنقرئك فلا تنسى الا ما شاء الله** اس **الا ما شاء الله** پر غور کیجئے۔ اس میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے اور غفلت سے

نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ خود اپنے تصرف سے ایسا کرتا ہے۔ گویا کسی واقعہ کو کسی قدر ظاہر اور کسی قدر چھپا دیتا ہے مثلاً ایک دم میں دم رخصت ہوا کے درمیان جو بھلا دیا گیا ہے تو اسی لئے کہ جسکی نسبت الہام ہے وہ فتنے میں نہ پڑ جائے اگر کوئی دوست ہے اور ایسا ہی دشمن ہے تو بھی اسے بتانا ضرور نہیں بلکہ اخفاء میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو بعد پورا ہونے کے کھل جائیں گی آپ انتظار کیجئے۔

بارھویں سوال میں **لولاك لما خلقت الافلاك**۔ پر اعتراض ہے۔ اس کا جواب الحکم میں ایک بھائی نے دیا تھا وہی پڑھ لیجئے طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اس کے اخیر میں آپ نے لکھا ہے کہ اس کا (مسیح موعود) ذکر نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ نہ گرنتھ میں۔ مگر یہ آپ کی عدم آگاہی کی دلیل ہے۔ ورنہ تورات میں اس کا ذکر ہے۔ دیکھو دانیال جہاں وہ ۱۲۹۰ سے ۱۳۳۵ تک سن بھی بتاتا ہے۔ یاد رہے کہ دن خدا کا ہمارے سال کے برابر ہے۔ دانیال کی تمام پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے جو کہ مسیح موعود میں پوری ہوئی انجیل میں کئی جگہ آپ کی آمد کا ذکر ہے۔ بلکہ مسیح نے آمد ثانی کا نشان ہی بتا دیا۔ **زلزلے کال۔ مری**۔ تینوں باتیں پوری ہوئیں اور وہ اسی رنگ میں آیا کہ جیسا کہ فرمایا تھا۔ بجلی کی مانند۔ شپرہ چشموں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چور کی مانند بھیس بدل کر یعنی دوسرے شخص کے بدن میں (تناسخ نہیں بروز ہے) اپنے فیصلہ کے مطابق۔ ایلیا کے نزول کو یوحنا سے تعبیر کیا۔ آپ انجیل کے پچھلے باب پڑھیں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر۔ الہامی کتابوں کے استعاروں کا خیال رکھیں۔ تاکہ آسمان کی **بدلیوں** پر جلال آنے کا مطلب سمجھنے میں دھوکہ نہ ہو اور **قرآن** میں کئی جگہ ذکر ہے میں سوال اوّل کے جواب میں عرض کر چکا اور حدیث میں تو صاف لکھا ہے۔ **كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم و امامكم منكم**۔ ابن مریم سے جو وہم اصل مسیح ناصری کے آنے کا پڑتا تھا امامکم کی تشریح اور **منكم** کی تصریح نے اڑا دیا۔ گرنتھ وغیرہ کتب ہنود میں بھی ہے۔ وہ پڑھ لیجئے جسکے اخیر میں "جگت کے عیسیٰ" آتا ہے۔ تیرھویں سوال میں آپ لکھتے ہیں چکڑالوی

کی نماز غیر سبیل المومنین کی مصداق ہے۔ تو احمدیوں کی بھی ایسی ہی ہے۔

یہ سوال پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہے معلوم ہوتا ہے آپ نے کبھی کتب احادیث کو نہیں دیکھا چکڑالوی کی نماز تو صرف چکڑالوی ہی کی ایجاد ہے۔ ہرگز ہرگز کسی تاریخ بلکہ کسی روایت سچی تو درکنار جھوٹی سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی آج تک کسی نے یہ نماز پڑھی ہو۔ مگر احمدیوں کی نماز تو نبی کریم صلعم نے پڑھی پھر ان کے صحابہ کرام نے پھر ائمہ عظام نے پھر ہر صدی میں اہل سنت کی جماعت کا یہی معمول رہا ہے۔ آپ کو احمدیوں کا کونسا فعل یا ذکر ایک نئی بات معلوم ہوا۔ کیا سینے پہ ہاتھ باندھنا۔ یا قنوت پڑھنا۔ آپ کسی حاجی سے ملکر پوچھئے کہ خانہ کعبہ کے گرد کتنے مصلے ہیں دو امام (شافعی۔ حنبلی) کے متبعین کہاں ہاتھ باندھتے ہیں؟ ہاں اگر آپ حنفیوں کی نماز کی نسبت یہ لفظ کہتے تو پھر کچھ بات بھی تھی کیونکہ کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے نہیں کہا کہ ناف کے نیچے ہی ہاتھ باندھنے چاہئیں گویا سبیل المؤمنیں کے خلاف ہوا حسب قاعدہ جناب۔ پھر دیکھئے امام ابو حنیفہؒ کے ہر دو شاگردوں کی روایت بھی یہی ہے کہ ظہر پہلی مثل تک رہتی ہے بلکہ خود امام ہمام کی بھی ایک روایت یہی ہے باوجود اسکے سب حنفی دوسری مثل تک ظہر رہنے کے قائل ہیں حالانکہ کسی حدیث سے کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اکثر دوسری مثل میں پڑھتے ہیں آپ خود ہی انصاف کریں کہ غیر سبیل المؤمنین کا اتباع کون کرتا ہے۔ اسی طرح کی کئی باتیں ہیں مثلاً قہقہے سے وضو کا ٹوٹنا کسی اور امام کا بھی یہ مذہب دکھلائے مگر باینہمہ ہم نہیں کہتے کہ ان کی نماز نہیں بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو فرمایا کہ تم مخز کو دیکھو ایسی معمولی باتوں کے پیچھے پڑ کر وقت ضائع نہ کرو۔

لیجئے میرے مہربان میں آپ کے سوالات کے جواب سے فارغ ہو چکا اب آپ کا کام ہے۔ تدبر کرنا۔ انصاف سے کام لیں۔ خدا میری محنت کو ثمرور کرے۔ آمین۔

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب

محمد ظہور الدین۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

امرت سری منکر کو دعوت

مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء

اس سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۶

اسود عیسےٰ وہ کاذبِ ثانی
اور محمد سے علے وہ ایرانی
باب فرقہ کا تہا وہی بانی
ہیں یہ تیری مصدقہ باتیں
ان دونوں میں بہی کرگیا تصدیق
دشمنِ حضرتِ مسیح زمان
ہوگیا گل چراغ ہے اس کا
مدعی ؏ وہ بنا رسالت کا
رسے عیسےٰ وقت کو ہوا الہام
ہوگا نازل خدا کا اوسپہ غضب
کردیا اس کو شائع عیسےٰ نے
نام ہے دافع البلا جس کا
جب کہ گذرے چار سال پورے گذر

دست فیروز سے ہوا فی النار
مہدویت کا تہا جو دعویدار
قتل کر اُس کو پہینکا پہر فی الغار
دیکہ لے ؏ اپنا کہول کر اخبار
شہر جموں کا ایک بدکردار
نام جس کا چراغ الدین تہا یار
آپڑی اوسپہ تہی خدا کی مار
تہا مریدِ مسیح ظاہر دار
وہ فنا ہوگا دیکہہ آخرکار
جس سے غارت وہ ہوگا انجام
اُس رسالہ میں تہا جو پنج ہزار (یعنی پانچ ہزار شائع ہوا تہا)
برگزیدوں کا جو کہ ہے معیار
اوسپہ نازل ہوا غضب یکبار

تہے جوان مرگ دو پسر اس کے
ماہ مارچ کی بست و دو تاریخ
بعد دوم بست و چارم کو
ایک کو دفن کرکے جب آئے
بعد دس دن کے خود چراغ الدین
ہوگیا بے چراغ اس کا گہر
اِس نشانِ چراغ الدین میں دیکہہ
دیکہہ لے جہوٹے مدعی کا حال
لو تقول کا وعدہ سچا ہے
دعوے مرزا کا ہوتا گر جہوٹا
جبکہ وہ زندہ و سلامت ہے
بند کرلو زبان کو اپنے
اسکی بیعت کرو بنو مومن

موت طاعون سے ہوئے دو نکار
دونوں اک دن ہی ہوگئے بیمار
ایک ہی دن میں مرگئے تادار
دوسرے کا جنازہ تہا طیار
مرکے پہونچا وہ فی عذاب اللہ
ایک بیوہ رہی فقط بے یار
کون سے باقی رہ گئے تکرار
جان لے جو کہ ہے دیانتدار
شخصی قصہ نہیں ہے یہ زنہار
کیوں خدا چہوڑتا اوسے ہربار
اور دعوے میں ہیچ ہے سرشار
چہوڑ دو گالیوں کی یہ بہرمار
تا نہ مغضوب قوم میں ہو شمار

(بقیہ نوٹ صہ جلد ۱۰ نمبر) فرمائیے کتاب اللہ کو اوہوری سمجہنے والی مولوی یہ خاص وعام کا ذبوں اور مفتریوں کا قانون ہے یا نہیں جسکی تصدیق اوا لعزم رسول فرماتا ہے۔ ؎

ہے ثناءاللہ ترا دعوے سراسر بے دلیل
لائق تسلیم کیونکر ہے تری یہ قال وقیل

چہارم - ولو تقول علینا بعض الاقاویل - لاخذنا منہ بالیمین - ثم لقطعنا منہ الوتین - فما منکم من احد عنہ حاجزین۔" یعنی اگر یہ رسول صلعم ہمارے اوپر افترا کرکے کوئی بات اپنی طرف سے کہدے تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑکر اسکی گردن اوڑا دیتے اور کوئی تم میں سے ہم کو روکتا نہیں - یہ آیت تصدیق ہے استثناء $\frac{۱۳}{۱-۵}$ و $\frac{۱۸}{۲۰-۲۷}$ کی جسمیں لکہا ہے کہ جہوٹا نبی قتل کیا جائیگا اور مصدق ہے انجیل متی $\frac{۷}{۱۵-۱۹}$ اور اعمال $\frac{۵}{۳۳-۳۹}$ اور فاضل مفسر بہی استثناء کے ۱۸ باب ۱۹ آیت کو عام قانون الٰہی انتہا مان چکا ہے مگر بدقسمتی سے قرآن میں اُسکو یہ مطابقت نہ ملی حالانکہ آپ تقابل ثلاثہ بہی تصنیف کرچکے ہیں جسمیں توریت - انجیل - قرآن کا مقابلہ کیا ہے۔ ؎

ثناءاللہ ہی کیا ہے خاص پتلا ہے حماقت کا
بیاں کیا کیا کروں اسکی فضیلت اور لیاقت کا

تیسری غلطی آپکی فاضلانہ غلطی ہے جسپر اعتراض کرنا فضول ہے۔ مگر ہاں ناظرین کو سمجہانے کی خاطر اس کا بیان ضروری ہے آپ نے پہلے تو یہ حکم لگایا ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں - ساتہہ ہی دوسرا حکم جاری کردیا کہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے۔ اور کلمہ (بلکہ) نے آپ کے علم پر اور بہی روشنی ڈالدی جسکی مثال

یہ ہے کہ میں نے زید کو مارا نہیں بلکہ زید کو مارا ہے۔ یا میں نے کوئی تفسیر نہیں لکہی بلکہ میں نے تفسیر لکہی ہے، جو یہ ہے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا بعینہ آپکا یہ کلام مجنونانہ ہے کہ "عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے" ؎

نازم بریں دستار فضیلت۔ ؎

اے ثناءاللہ سمجہ لے اپنے دل میں یہ کہ ہم
لاکہہ ناداں ہوں مگر تجہہ جیسے تو جاہل نہیں

نوٹ ؏ دیکہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰ و ۵ کالم ۲ "مگر اب کا وقت آپہونچا تہا وہ اپنے تیرہ وتاریک قید خانہ کے پاس ملا پکڑا گیا اور پہر اُسی رسی کے سرے سے باندہکر لٹکا یا گیا - اور پہر گولیوں کی ایک باڑ چلائی گئی - وہ ہیں نے ہٹ کر شہید مقتول کی صورت دکہائی) اور معلوم ہوا کہ وہ روح جو آلام ومصائب میں مبتلا تہی رخصت ہوگئی یعنی نعش خندق میں پہینکدی گئی" انتہی ملخصاً

(چراغ الدین کا دعویٰ رسالت) ▫▫ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے (یعنی وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتہہ سے بنایا جائیگا دوم کشفی حالت میں خدا نے مجہے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا - سوم خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجہے قوموں کو طاعون سے نجات کیطرف بلانے کے لئے حکم دیا) پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹہایا نہ جاؤنگا - کیونکہ خدا تعالےٰ کے وعدے کبہی ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود

کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں - انتہی عن موضع، لجاجۃ اشتہار چراغ الدین مورخہ ۹ فروری صفحہ ۷ حاشیہ -

▫ حاشیہ نمبر ۲ "رات کو بعین خسوف قمر کیوقت میں چراغ الدین کی نسبت مجہے یہ الہام ہوا - انی اذیب من یریب - میں فنا کردونگا - میں غارت کرونگا - میں غضب نازل کرونگا - اگر اس نے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا اور رسالت اور ماموریت سے توبہ نہ کی" ملخصاً دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳ حاشیہ نمبر ۲ -

۵ رسالہ "تجلی" عیسائیوں کا ایک ماہوار رسالہ مذہبی ہے اس رسالہ میں جولاہور سے بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء جلد ۱ نمبر ۵ شائع ہوا ہے بصفحہ ۱۷۹ لغایت ۱۸۴ - چراغ الدین کا حال درج کیا ہے جنمیں سے ہم چند فقرات اختصاراً تحریر کرکے دکہلاتے ہیں کہ مرنیوالا کیونکر مرا اور عیسائیوں کو اس سے کسقدر ہمدردی اور تعلق بنا - عیسائیوں نے تجلی کا ایک حصہ چراغ الدین کے نام وقف کردیا ہے جیساکہ وہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۳ میں تعلم جلی کالم اول پر لکہتے ہیں کہ آج سے ہم تجلی کا ایک حصہ وقف کرتے ہیں جسکا عنوان چراغ الدین ہوگا۔" یہی ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے کہ جسطرح مقتول آریہ کی یادگار جو پیشگوئی الہامی کو ہمیشہ تازہ کرنے کے لئے آریہ مسافر میگزین یا سالانہ ماتم وغیرہ کرنے کے ذریعہ قائم کی گئی ہے اسیطرح اس نشانِ مغضوب کی یادگار اسکی قوم نے

بذریعہ اخبار قائم کرکے مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو تازہ کرتے رہنے کا سامان کردیا ہے۔ ذالک فضل اللہ۔

" انکی (یعنی چراغ الدین کی) آخری تحریر ۲۶ مارچ کی مجہکو اس مضمون کی وصول ہوئی" صفحہ ۱۸۰ کالم ۲

"میں نے جناب کو لکہا تہا کہ میرا ایک لڑکا ۱۸ سالہ عمر میں فوت ہوگیا اور اب یہ مژدہ سناتا ہوں کہ اب اس کا چہوٹا بہائی جو ۱۶ سالہ عمر تہا وہ بہی فوت ہوگیا - دونو بہائی ایک ہی دن بیمار ہوئے اور ایک ہی دن ۲۲ مارچ کو بعارضہ طاعون مبتلا ہوئے اور ۲۴ مارچ کو بڑا صبح کو چہوٹا شام کو فوت ہوگیا - جسوقت میں نے پہلا عریضہ لکہا تہا اسوقت دوسرا بچہ زندہ تہا اور امید تہی کہ بچ جائیگا - اچہا خدا کی مرضی"

" ایک مرتبہ مولوی صاحب کو لکہا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ دافع البلاء میں آپ کو خوب کوسا ہے اسکی نسبت آپ کا کیا خیال ہے - جواب دیا یہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے جو مرزا اپنے کسی مخالف کو دیسکتا ہے"

"مرزا جی نے مجہکو پیٹ بہر کے کوس لیا اور خوب کیا مگر اس کا حاصل کچہہ نہیں - میری روح غیر فانی ہے میں کیونکر فنا ہونگا - میرے کوئی مال زمین پر جمع نہیں کیا پس مجہکو غارتگری کا کیا ڈر - اللہ تعالےٰ کا فضل میرے شامل ہے وہ ناحق مجہکو غضب کی خبر سناتے ہیں مگر شاید ان کے دل کی آرزو یہ ہے کہ میں مرجاؤں تو اس کا بہی مجہکو غم نہیں" "پس اگر میں مر بہی جاؤں تو بہی مرزا کی شکست ہے" (دیکہو نہ ہو ناقل) صفحہ ۱۸۲

وقت ہے اب بھی باز آجاؤ
غیر صالح کی رفع کا حضرت
کرکے تکلیف اب بتادیجے

غیر صالح بھی ہوتا ہے مرفوع
آیتیں گر نہوں حدیثیں ہوں
گر حدیثیں نہوں تو ہیا قید و

گر صحابہ کے بھی اثر نہ ملیں
قول ہی گر ہوں بزرگوں کے
ہوکے تائب پھر اس عقیدہ سے

امتی بن کے آئیں گے عیسیٰ
امتی کیوں بنایا عیسیٰ کو
کس خطا پر کیا اوسے معزول

ورنہ پہنوگے لعنتوں کا ہار
کردیا ہماری آپ نے اخبار
ہے دلیل اسکی ہمیں درکار

کس جگہ ہے قرآن میں اذکار
جن سے ثابت ہو دعوئ سرکار
چند اصحاب ہی کے ہوں آثار

ہوں بزرگوں کے قول ہی دوچار
پھر ہے لازم اوتار کر دستار
اس خطا فاش کا کرو اقرار

اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
ہے فضیلت کی کیا یہی دستار
کیوں نبوت سے ہوگیا بیکار

امتی سے نبی تو بنتے تھے
ہوکے مرفوع کیوں گرائیے
کیا فضیلت رہیگی پھر اوسیں

کس جگہ ہے قرآن میں آیا
خوب سمجھا تو اسے ثناء اللہ
گر مسیح [1] آگیا مدینہ میں

اور بالفرض [2] وہ دمشق میں ہی
تب بھی انکار اس کا جائز ہے
وہ نبی اور رسول صادق ہے

ہے یہ منہاج اک نبوت کی
اس ہی منہاج پر محمد [2] کو
ایک کاتب تھا وحی قرآں کا

اس کے برعکس ہے خدا کی مار
کیوں وہ خادم بنے جو تھا سردار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار

وہ رسالت سے ہوگیا نادار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہست جائز ترا از و انکار

ہوگا نازل اگر سر مینار
اوس کا منکر نہ ہوگا از کفار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار

کردا ایجاد ہرقل بدکار
دے پرکھ ہے اگر دیانتدار
ہوکے مرتد وہ مرگیا عیار

(بقیہ نوٹ صفحہ) مرزائی اور مرزا تو بہت خوش ہوں گے۔ مگر کیا ہوا جو ایک چراغ الدین چلا گیا خداتعالیٰ کئی چراغ الدین قائم کریگا جو اے مرزا تیری قلعی کے کھنڈر کو توڑ ڈالیں گے۔ اے مرزا تیرے لئے یہ گھڑی جو مجھ پر ہے باعث ہیبت ہوگی کیونکہ تو کلام الٰہی میں تفاوت کرتا رہا اور انجیل جلیل کا سخت دشمن تھا" یہ آخری کلمات ہیں منسوب علیہ یا علیہ کو۔ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

[1] اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۴۴ مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے "مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا یہ مستبعد تھا یہ تو عموماً ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے"

سوال نمبر ۴۴ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ رسالہ المنصور دہلی بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پورے ۲۰ صفحہ پر لکھکر بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس بھیجدیا تھا مگر اس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار مورخہ ۴ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا "مرزائیوں سے وفات مسیح کے متعلق مباحثہ کرنا بالکل بے سود اور تضیع اوقات ہے۔ اس لئے جواب نہیں دیا" انتہی بلفظہ صفحہ ۱ کالم ۲ کا حاشیہ۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونے کے لفظ رفع عموماً اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے جبھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شائد کیا بلکہ ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جس کے حق میں خداتعالیٰ فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہوں گے۔ اور "عمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ "وعمل غیر صالح یرفعہ" کا بھی عقیدہ ہے اور غیر صالحین کے واسطے جو "لا تفتح لھم ابواب السماء" آیا ہے اُس کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لھم ابواب السماء۔ ؎

تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر باطل ہے

[2] اسی جواب نمبر ۴۴ میں آپ نے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسیٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے مگر بوقت نزول امتی ہوں گے اور قیامت کو بھی نبی ہوں گے اور امت محمدیہ کا فخر بھی ان کو حاصل ہوگا"

براہ مہربانی فاضل مفسر مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرماکر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس نہ کام میں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ سے جو امتی ہونے کا ہے یا مفضول؟۔

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کیطرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہونگے یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اس کے خاتمہ پر ہوگا یعنی جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اسی پر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبد اللہ اتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیًا وجعلنی مبٰرکًا این ما کنت "سے کیا مراد ہے۔ ؎

ہار چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ [3] اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں۔ امرتسری ورا فشانی کرتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئے گا جو جگہ اس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو ترشح ہوگیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا.... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اس کا منکر کافر نہ ہوگا" (شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں ماننا) بلکہ مجھ سے پوچھئے تو میں اس شخص کو بھی کافر نہ کہونگا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے" (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی ہے ہوت

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ؎

اسمیں نہیں شک تو ہی نصاریٰ کا برادر
بیشک ہیں ترے کام یہود وں کے برابر

[4] - اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی۔ "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے دین کو غلط جان کر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں"

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ۔ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ زیر آیت ارتداد پارہ ۶ رکوع ۱۲ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟۔ ؎

کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعویٰ ثنائی بھی کیا حجت سے بری ہے

باقی آئندہ

عید کی تقریب آتی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں سلسلہ کی ادبیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائیگی جو اسنے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال گذرے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہو۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ابھی تک پورا اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سالتمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور ناداروں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دیدیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ عیدین کی تقریبوں پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو۔ اور یہ جو ہائی سکول کے سال تمام کے اخراجات کے لئے کافی ہو کر دو ہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کے لئے بھی کافی ہو۔ اور اسکے لئے کسی مزید چندہ کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہانتک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے موجود ہیں بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ترغیب ہو اور ہر سال اس موقع پر اسی قسم کے فقرات لکھے جاتے ہیں اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر سال اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہو۔ جدید مدرسہ کے لئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے لئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جنکی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زاید خرچ بڑھ جائیگا اور یہ مستقل خرچ ہوگا۔ بورڈنگ کے لئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اسلئے کہ لڑکے آرہے ہیں۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آیندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس بائیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ بس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اسکے لئے سر دست یہہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آجاوے۔ بہر حال میرا منشا اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامی اور ان طالب علموں کے لئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اسلئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔ اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہئے عید فنڈ کو کامیاب بنانے کے لئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایکہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر دس روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیدیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے

بہر حال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور انکے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب خدا کریم کے فضل پر موقوف ہے۔

خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اسکے لئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

وصیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

(۱) میں مسمی شاہ دین ولد میاں شیخ احمد صاحب مرحوم قوم غلما اصل وطن موضع ساہووال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ حال اسٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے متعینہ اسٹیشن لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ (۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ (۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام وکمال پڑھ لیا ہے۔ میں تمام ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ بحولہ وقوت تعالیٰ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں اون تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائداد اسوقت وہ روپیہ نقد ہے۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں میرے نام کا زیر ڈیپازٹ اکونٹ ۸۱۶ جمع ہے۔ جسکی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بموجب اطلاع ڈیپازٹ اکونٹ ۲۴۶ روپیہ ۷ آنہ ۴ پائی تھی۔ اور جو ملازمت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اس جائداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کا ثلث یعنی ⅓ حصہ اغراض ومقاصد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں صرف کیا جاوے۔ اور باقی دو تہائی بعد ادائی قرضہ جو میرے ذمہ ثابت ہو۔ ورثاء پر بموجب احکام شریعت اسلام تقسیم کیا جاوے۔ مگر چونکہ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ میرے تمام وصیت کا عمل درآمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہی معرفت اور نگرانی میں ہو۔ لہذا میں نے فارم آف ڈیکلیریشن سیکرٹری انجمن مذکور کے نام مرتب کر کے ریلوے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں داخل کر دیا ہے۔ اور اسکی ایک نقل یہ دستخط خود شامل وصیت ہذا کر دی ہے۔ تا اسکے مطابق یہ روپیہ جائداد انجمن مذکورہ بالا خود ہی ریلوے سے وصول کرے۔ اور خود ہی حسب وصیت تقسیم کرے۔ میرا کوئی وارث خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی کا میری اس وصیت میں مداخلت کرنے کا مجاز نہیں (۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے بعد کوئی اور جائداد سوائی جائداد مذکور میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق میں وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ البتہ میرے مرنے پر جو زیورات وغیرہ میرے ہر دو زوجہ کے قبضہ میں ہوں۔ وہ میری جائداد متروکہ میں متصور نہ ہوں۔ کیونکہ انکی وہ ہر دو مالک ہونگی۔ (۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ قادیان دارالامان میں پہنچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔ (۷) میری یہ وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان انداز کر کے میں رقم اخراجات کو علیحدہ مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جسکا اعلان میں مجلس مذکور کیطرف سے کرا دونگا۔ اور اگر اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان ان اخراجات کو اس باقی ماندہ ⅔ حصہ جائداد سے جو فقرہ ۴ میں وصیت شدہ ہی۔ پورا کرے۔ (۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء وجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ اور جب مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جا سکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا۔ انکی بابت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بکلی اختیار ہوگا۔ کہ جسطرح مناسب سمجھے انہیں خرچ کرے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی بھروسہ پر اس وصیت کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ میری یہ وصیت رضاء الہٰی کا موجب ہو۔ آمین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ آمین یا رب العالمین۔

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبدالرحمن ولد محمد ساکن موضع بہنوہ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور حال سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

گواہ شد

محمد عالم ولد میاں شاہ محمد مرحوم سکنہ جوڑیاں خورد ضلع سیالکوٹ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہین جنمین بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران - جاگیرداران - تاجران - حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہین - جنسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمین آلٰہی شہادت موجود ہے - اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا مین پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھہ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص بھائی ہین) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مین ایک مدت سے آپکا اشتہار اخبار الحکم مین دیکھ رہا ہون مگر چونکہ اشتہاری دوائیون سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے مین ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا - لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ مین قیلولہ کر رہا تھا - مجھے اسکے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا - کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کیلئے مفید ہے - اس سے پہلے تو مین اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہئے - لہٰذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی - پی پارسل ارسال فرماوین -

دوسرا خط جو بعد مین آیا

برادرم حکیم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مینے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت جتنے الوسع کی - یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا - اور آپکی دوائی کی تعریف بھی کیگئی - اور یہہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی - پی پارسل بھیجدیں - آپکا تابعدار غلام رسول

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی — موجد مفرح عنبری — مفرح دلکشا — حویلی کابلی مل لاہور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا